حضرت! تعزیر بالمال تو جائز نہیں، اب ایک ادارہ ہے یا کوئی علاقہ ہے تو اس کو کنٹرول کرنے کیلیے کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے؟ اب اس کا کوئی متبادل طریقہ ہے یا پہلے کچھ شرائط مقرر کی جائیں؟ حل بتادیں حوالے کی ساتھ شکریہ۔

مستفتی: نواب بلوچ

رابطہ نمبر: 03343531885

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداو مصلیا

واضح رہے کہ تعزیر بالمال کو تو فقہاء کرام نے ناجائز لکھا ہے، البتہ کسی ادارے یا علاقے کو کنٹرول کرنے کیلیے اس کے متبادل کے طور پر تین صورتیں اختیار کی جاسکتی ہیں:

۱) ہر وہ ادارہ جو لوگوں سے خدمات فراہم کرنے پر پیشگی فیس وصول کرتا ہے (مثلاً اسکول وغیرہ) اور وہاں لوگ فیس کی ادائیگی میں تاخیر کرتے ہوں تو اس کا جائز حل یہ نکالا جاسکتا ہے کہ ادارہ شروع سے زائد فیس (مثلاً 1200 روپے) متعین کرلے۔ پھر جو لوگ وقت کے اندر ہی فیس ادا کرلیں ان کو کچھ (مثلاً 200 روپے) ڈسکاؤنٹ دے دیا جائے، اور جو لوگ تاخیر سے فیس کی ادئیگی کریں ان سے پوری (1200 روپے) فیس وصول کی جائے۔

۲) ہر وہ ادارہ جہاں لوگ ملازمت اختیار کرتے ہوں اور اس کی بنیاد پر ان کو ادارے کی طرف سے ماہانہ تنخواہ دی جاتی ہو تو اگر وہاں پر کوئی ملازم بغیر کسی عذر کے چھٹی کرتا ہو تو اس دن کے بقدر ادارہ اس کی تنخواہ میں کٹوتی کرے تو جائز ہے۔

۳) اگر کسی علاقے میں جرائم کا ارتکاب کیا جاتا ہو تو اس علاقے کا حاکم (ڈپٹی کمشنر وغیرہ) مجرم سے اس کے جرم کی بنیاد پر کچھ پیسے کچھ مدت کیلیے لے سکتا ہے، لیکن جب اس کی تنبیہ ہوجائے اور وہ جرم سے باز آجائے تو حاکم اس کے پیسوں کو اس کے حوالے کردے۔ اس صورت میں اس حاکم کے لیے ان پیسوں کو خرچ کرنا جائز نہیں۔

شعب الأيمان للبيهقي (346/7) ط: مكتبة الرشد، رقم الحديث: 5105

عن أبي حرة الرقاشي، عن عمه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: " لا يحل مال امرئ مسلم إلا بطيب نفس منه ".

الدر المختار مع رد المحتار (61/4) ط: سعيد

(لا بأخذ مال في المذهب) بحر. (قوله لا بأخذ مال في المذهب) قال في الفتح: وعن أبي يوسف يجوز التعزير للسلطان بأخذ المال. وعندهما وباقي الأئمة لا يجوز. اهـ. ومثله في المعراج، وظاهره أن ذلك رواية ضعيفة عن أبي يوسف. قال في الشرنبلالية: ولا يفتى بهذا لما فيه من

تسليط الظلمة على أخذ مال الناس فيأكلونه اهـ ومثله في شرح الوهبانية عن ابن وهبان... وفي شرح الآثار: التعزير بالمال كان في ابتداء الإسلام ثم نسخ.

البحر الرائق (44/5) مط: دار الكتاب الإسلامی

وفي شرح الآثار: التعزير بالمال كان في ابتداء الإسلام ثم نسخ.

العالمگيرية (185/2) مط: قديمی كتب خانه

وعند أبي يوسف رحمه الله تعالى يجوز التعزير للسلطان بأخذ المال وعندهما وباقي الأئمة الثلاثة لا يجوز كذا في فتح القدير. ومعنى التعزير بأخذ المال على القول به: إمساك شيء من ماله عنده مدة لينزجر ثم يعيده الحاكم إليه، لا أن يأخذه الحاكم لنفسه أو لبيت المال كما يتوهمه الظلمة، إذ لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي كذا في البحر الرائق.

النهر الفائق (165/3) مط: دار الكتب العلمية

سمعت من ثقة أنه يكون بأخذ المال أيضا إن رأى القاضي ذلك، ومن جملة ذلك من لا يحضر الجماعة مبني على اختيار من قال بذلك لقول أبي يوسف، فإنه رأى عنه أنه يجوز للسلطان التعزير بأخذ المال... ومعناه كما قال البزازي: إمساكه عنده مدة لينزجر ثم يعيده إليه، لا أنه يأخذ لنفسه أو لبيت المال.

الجواب صحیح

بندہ محمد یونس لغاری عفی عنہ

مفتی جامعہ اشرف المدارس کراچی

۲۴/ رجب المرجب/ ۱۴۴۴ھ

واللہ سبحانہ اعلم بالصواب

بندہ عتیق الرحمن مری عفا اللہ عنہ

دار الافتاء جامعہ اشرف المدارس کراچی

۲۴/ رجب المرجب/ ۱۴۴۴ھ

۱۶/ فروری/ ۲۰۲۳

الجواب صحیح

بندہ عبد اللہ سلمہ عفا اللہ عنہ

۲۹/ ۷/ ۱۴۴۴ھ

صحیح

بندہ عبد اللہ عفی عنہ

۳/ ۸/ ۱۴۴۴ھ

دار الافتاء

فتوی نمبر ۷۰/۲۲۲

۱۴۴۴/۰۸/۰۵

2023/02/16